

مبلغ کی خدمت

Stewardship

اس سے پیشتر ہم یسوع کے پھاڑی واعظ میں پڑھ چکے ہیں جو الفاظ اس نے اپنے شاگردوں کو خدمت سے متعلق کہے۔ اس نے انہیں کہا کہ زمین پر مال جمع نہ کرو بلکہ آسمان پر جمع کرو۔

جوز میں پر مال جمع کرتے ہیں دولت ان کا حقیقی خدا ہے کیونکہ وہ اس کی پوجا کرتے ہیں اور اپنی زندگیوں پر اسے مسلط کرتے ہیں۔ یسوع نے واضح الفاظ میں کہا کہ ہم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر خدا ہمارا حقیقی مالک ہے تو پھر ہماری دولت کا بھی وہی مالک ہے۔ سب سے بڑھ کر دولت ہی خدا کے مقابل لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہے۔ بلاشبہ یسوع نے یہ سکھایا کہ ہم اپنی ملکیت اسے دینے بغیر اس کی خدمت نہیں کر سکتے ہیں (وقا ۱۳: ۳۳)۔ یسوع کے شاگرد کسی کے مقروض نہیں۔ جو خدا کا ہے یہ صرف اس کے خادم ہیں۔ خدا اپنی اس دولت سے کام کرنا چاہتا ہے جو اس کے جلال کو ظاہر کرے اور اس کی بادشاہی کو قائم کرے۔

یسوع نے خدمت کے بارے میں اور بھی بہت کچھ کہا ہے لیکن جو لوگ اس کے شاگرد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے توبہ ہے کہ جو ال جات کو مرور تزوڑ کر یہ تعلیم ہنا دی گئی ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ آپ بابرکت ہوں۔ لیکن شاگرد ساز خادم چاہتا ہے کہ لوگوں کو یسوع کے احکامات کی تابعداری سکھائی جائے۔ وہ انہیں اپنی مثال اور خدا کے کلام کے ذریعے باہل کے مطابق خدمت کرنا سکھاتا ہے۔

آنئیں ہم جائزہ لیتے ہیں کہ انجلی خدمت کے بارے میں کیا سکھاتی ہے جبکہ اس کے ساتھ ہی ترقی (برکت) کی جھوٹی تعلیم کے بارے میں بھی کچھ مثالوں سے پرده چاک کیا جائے گا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ یہ جامع تعلیم ہے میں نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے۔

مہیا کرنے والا

The Supplier of Needs

اس ثابت تحریر کے شروع میں ہم دیکھتے ہیں کہ پلوس نے روح کی ہدایت سے لکھا: ”میراخد اپنی دولت کے موافق جلال سے مسح یسوع میں تمہاری ہر ایک احتیاج رفع کریگا۔“ (فلپیوں ۲: ۱۹)

یہ مشہور وعدہ مسیحی لوگوں کے دعویٰ میں شامل ہوتا ہے، لیکن یہ اس کی صحیح تشریح نہیں ہے۔ جب ہم مزید اس حوالہ کو پڑھتے ہیں تو پھر جانتے ہیں کہ پلوس فلپیوں کی کتن ضرورتوں کے بارے میں کہہ رہا ہے:

”تو بھی تم نے اچھا کیا جو میری مصیبت میں شریک ہوئے۔ اور اے فلپیو! تم خود بھی جانتے ہو کہ خوشخبری کے شروع میں جب میں مکدوں نے سے روانہ ہوا تو تمہارے سوا کسی کلیسا نے لینے دینے کے معاملہ میں میری مدد نہ کی۔ چنانچہ تسلیکے میں بھی میری احتیاج رفع کرنے کے لیے تم نے ایک وفع نہیں بلکہ دو وفع کچھ بھیجا تھا۔ یہ نہیں کہ میں انعام چاہتا ہوں بلکہ ایسا پھل چاہتا ہوں جو تمہارے حساب میں زیادہ ہو جائے۔ میرے پاس سب کچھ ہے بلکہ افراط سے ہے۔ تمہاری بھی ہوئی چیزیں المفرد تھیں کے ہاتھ سے لیکر میں آسودہ ہو گیا ہوں۔ وہ خوبصورت مقبول قربانی ہیں جو خدا کو پسندیدہ ہے۔ میرا خدا اپنی دولت کے موافق جلال سے مُسح یوسع میں تمہاری ہر ایک احتیاج رفع کر گیا۔“ (فلپیوں ۱۹:۳-۶)

پلوس نے واضح کیا کہ یوسع فلپیوں کی ضروریات کو پورا کریگا کیونکہ وہ یوسع کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ انہوں نے پہلے اس کی بادشاہی کی تلاش کی، وہ پلوس کو پیسے دیتے تھے کہ وہ نہیں کلیسا میں قائم کرے۔ یاد رکھیں کہ یوسع نے پہاڑی واعظ میں کہا تھا: ”کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اس کی بادشاہی اور اس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کوں جائیں گی۔“

(متی ۳۲:۶-۳۳:۶)

پلوس نے فلپیوں سے جو وعدہ کیا ہے وہ ہرستھی پر لا گوئیں ہوتا جو کہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ صرف ان لوگوں پر لا گو ہوتا ہے جو پہلے اس کی بادشاہی کی تلاش کرتے ہیں۔

درحقیقت ہماری ضرورت کیا ہے

What Do We Really Need?

ہم متی ۳۲:۶-۳۳:۶ سے یوسع کے کیے گئے وعدے سے کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ بعض اوقات ہمیں اپنی ضروریات کی اشیاء بیان کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ یوسع نے ہماری ضرورتوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اس نے کہا ”تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان چیزوں کے نہ تحتاج ہو۔“

وہ کون سی چیزیں ہیں جن کے بارے میں یوسع اشارہ کر رہا ہے، جو کہ ان لوگوں کو میں گی جو اس کی بادشاہی اور راستبازی کے طالب ہیں؟ یہ کھانا اور کپڑے ہیں۔ کوئی بھی ان کے بارے میں بحث نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس سے پیشتر یوسع ان بالتوں سے متعلقہ بات کر رہا تھا (متی ۲:۲۵-۳۱)۔

کھانا، پینا اور کپڑے ہماری دنیاوی ضروریات ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ یوسع اور اس کے شاگرد بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ پلوس بھی یوسع کی بیان کردہ ضروریات کے ساتھ متفق ہوتا ہے جو کہ اس نے تین تھیں کو لکھیں:

”ہاں دیانت داری قاعدت کے ساتھ بڑے نفع کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ نہ ہم دنیا میں کچھ لائے اور نہ کچھ اس میں سے لے جاسکتے ہیں۔ پس اگر ہمارے پاس کھانے پینے کو ہے تو اسی پر قاعدت کریں۔ لیکن جو دو لست مندرجہ ہوں اپنے چاہتے ہیں وہ ایسی آزمائش

اور پھنڈے اور بہت سی بیہودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں کے پھنڈے میں چھپتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہے۔ کیونکہ زر کی دوستی ہر قسم کی برائی کی جو ہے جس کی آرزو میں بعض نے ایمان سے گمراہ ہو کر اپنے دلوں کو طرح طرح کے غنوں سے چھلانی کر لیا۔ (۱۰- تینچھیں ۲۶:۲)

پلوس کا یقین ہے کہ ہماری زندگی میں ہمیں کپڑے اور کھانے کی ضرورت ہے ورنہ وہ ان کا ذکر نہ کرتا ہمیں انہی پر قناعت کرنی چاہیے۔ یہ ہمیں فلپپوں سے کیے گئے وعدہ سے ہٹ کر نظر آتا ہے۔ بہت سے خادم اس پر اس طرح سے روشنی ڈالتے ہیں کہ آپ سمجھیں گے کہ ”میرا خدا میرے لامبے کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔“ اگر ہم کھانے اور کپڑے پر قناعت کریں تو جو ہمارے پاس ہے کیا یہ اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس کھانے اور کپڑے سے بڑھ کر ہے۔

بے اطمینانی

Discontentment

ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم جو کرتے ہیں اس سے بڑھ کر سوچتے ہیں۔ قصور کریں کہ جب خدا نے آدم اور حوا کو بنایا تو ان کے پاس یہ کچھ بھی نہیں تھا لیکن وہ جنت میں رہ رہے تھے۔ واضح ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ ہم مادی اشیاء سے اپنی خوشیاں حاصل کریں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ یوسع نے کبھی شاور کے نیچے کھڑے ہو کر نہیں نہیا تھا۔ اس نے کبھی کپڑے صاف کرنے والی مشین میں اپنے کپڑے صاف نہیں کیے تھے۔ اس نے کبھی فریق کا دروازہ نہیں کھو تھا۔ اس نے کبھی کار نہیں چلا تھی بلکہ سائیکل بھی نہیں چلا تھا۔ اس نے کبھی ریڈ یونیورسٹی فون پر کسی سے بات نہیں کی تھی، چوبلے پر کھانا نہیں بنایا تھا اور نہ ہی آج کی طرح مجع سے خطاب کیا تھا۔ اس نے کبھی ریڈ یو یا ٹیلی ویژن نہیں دیکھا تھا، اس نے بکلی کا یہ پ نہیں چلا تھا، یا عکھے کی ہوانیں لی تھی اور نہ ہی اے سی کی ٹھنڈی ہو والی تھی۔ اس نے گھری بھی نہیں پہنی تھی۔ اس کے پاس کپڑوں سے بھری الماری بھی نہیں تھی۔ پھر وہ کس طرح سے خوش تھا؟

امریکہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے کیسے اشتہارات دیے جاتے ہیں کہ لوگ مادی ملکیت سے خوشی محروم کرتے ہیں۔ ہمارا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اسے حاصل کرنے سے ہمیں خوشی حاصل ہو گی، ہم چیزیں اکھی کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ہم قناعت نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی کی بابت یوسع نے کہا تھا ”دولت کا فریب“ (متی ۱۳:۲۲)۔ مادی اشیا خوشی مہیا کرنے کا ذریعہ تو نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ ہم مادی اشیا کٹھی کرنے کی دوڑ میں رستے ہیں اور ہم غیر معبودوں کی عبادت کرنے والے بن جاتے ہیں، ممین (دولت کے خدا) کے غلام بن جاتے ہیں، ہم اپنے خدا کو بھول جاتے ہیں اور اس کے سب سے بڑے حکم کو بھی کہ اپنے پورے دل سے مجھ سے محبت رکھنا اور اپنے پڑوں سے اپنی مانند محبت رکھنا۔ خدا نے اسرا میں کواس گناہ سے خبردار کیا تھا۔

”سو بزردار ہنا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو خداوند اپنے خدا کو بھول کر اس کے فرمانوں اور حکموں اور آئین کو جس کو آج میں تھجھ کو سناتا

ہوں ماننا چھوڑ دے۔ ایسا نہ ہو کہ جب تو کھا کر سیر ہو اور خوشناگ ہر بنا کر ان میں رہنے لگے۔ اور تیرے گائے نیل کے گلے اور بھیڑ بکریاں بڑھ جائیں اور تیرے پاس چاندی اور سوتا اور مال بکثرت ہو جائے۔ تو تیرے دل میں غرور ہمایے اور تو خداوند اپنے خدا کو بھول جائے جو تجھ کو ملک مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا ہے۔” (استثناء: ۱۲-۸)

اسی طرح سے یوسع نے بھی ”دولت کے فریب“ سے خبردار کیا ہے جو کہ روحانی زندگی کا خاتمه کر دیتی ہے۔ یہ ایسے ایمانداروں پر حملہ آور ہوتی ہے جو کہ اپنے آپ کو اسکے دھیان میں لگایتا ہے (متی: ۷: ۲۲)۔ پواؤں نے خبردار کیا ہے کہ ”زر کی دوستی تمام برائیوں کی جڑ ہے“ اور مزید اس کے بارے میں کہتا ہے ”جس کی آزو میں بعض نے بعض سے گمراہ ہو کر اپنے دلوں کو طرح طرح کے غموں سے چھانٹی کر لیا“۔ (تیمہریس: ۶: ۱۰)

ہمیں ایک اور کتاب میں بھی نصیحت ملتی ہے ”زر کی دوستی سے خالی رہو اور جو تمہارے پاس ہے اسی پر قناعت کرو کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے کہ میں تھے سے ہر گز دوست برداشت ہوں گا اور کبھی تجھے نہ چھوڑوں گا“۔ (عمرانیوں: ۵: ۱۳)۔ حالہ جات کے ذریعہ سے دولت کے خطرہ سے خبردار کیا گیا ہے۔

جب دولت خدا بن جاتی ہے

When Money is Master

ہمارے پاس دولت کے سوا ایسا کوئی آرلنیں جس سے ہم خدا کے ساتھ اپنی اوپنچائی کو جان سکیں۔ دولت حاصل کرنے کے لیے ہم جو وقت صرف کرتے ہیں اور پھر حاصل کرنے کے بعد ہمارے طور طریقے ہماری روحانی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہمارے پاس دولت ہو یا نہ ہو، پھر بھی آزمائش کا ذریعہ نہیں ہے۔ دولت دوڑھے احکام کے مقابل آجائی ہے، اول تو یہ ہمارا خدا بن جاتی ہے، دوسری، ہم اپنے پڑوئی کو اپنی مانند محبت نہیں کرتے۔ جبکہ دوسری طرف دولت سے ہم اپنے خدا اور پڑوئی سے محبت کا ثبوت بھی دے سکتے ہیں۔ یوسع نے ایک تمثیل میں ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا جس نے دولت کو اپنا خدا بنا لیا تھا۔

”اس نے ان سے ایک تمثیل کی کہ کسی دولت مند کی زمین میں بڑی فضل ہوئی، پس وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگا کہ میں کیا کروں کیونکہ میرے ہاں جگہ نہیں جہاں میں اپنی پیداوار بھر کھوں؟ اس نے کہا میں یوں کروں گا کہ اپنی کوٹھیاں ڈھا کر ان سے بڑی بناوں گا۔ اور ان میں اپنا سارا اناج اور مال بھر کھوں گا اور اپنی جان سے کہوں گا اے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لیے بہت سامان جمع ہے۔ چین کر۔

کھاپی۔ خوش رہ۔ مگر خدا نے اس سے کہا اے نادان اسی رات تیری جان تجھ سے طلب کر لی جائے گی۔ پس جو کچھ تو نے تیار کیا ہے وہ کس کا ہو گا؟ ایسا ہی وہ شخص ہے جو اپنے لیے خزانہ جمع کرتا ہے اور خدا کے نزدیک دولت مند نہیں“۔

(لوقا: ۱۴: ۲۱)

یسوع نے اس حق دلتند کی تصویر کی تھی۔ وہ صحت، زرخیز میں اور کاشکاری کے ہمراستے باہر کت انسان تھا لیکن خود غرضانہ خوشی کی بدولت وہ خدا کوئہ جانتا تھا۔ اس کی بجائے اگر وہ خدا کی برکات میں سے خدا کے لیے کچھ کرتا، یہ جان کر کہ وہ خدا کا خادم ہے تو یقیناً خدا اسے اور برکات سے مالا مال کرتا۔ اس کا دوسرا مقابل فہم تبادل یہ ہے کہ وہ کاشکاری چھوڑ کر اپنی مدد آپ کے تحت منشی شروع کرتا، کیا خدا نے اسے اس لیے بلا یا تھا۔

یسوع کی تمثیل میں اس دولت مند کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ وہ اپنی عمر کے بارے میں ناواقف تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ کئی برس زندہ رہے گا جب کہ وہ صرف کچھ گھنٹے ابديت سے دور تھا۔ یسوع کے مرکزی نقطہ کو غلط طریقہ سے سمجھایا جاتا ہے: ہمیں ہر دن کو آخری دن سمجھ کر گزرنا چاہیے اور ہر وقت اس کے سامنے جواب دہ ہونے کے لیے تیار ہیں۔

دو پس منظر

Two Perspective

خدا کے پس منظر انسان سے کتنے مختلف ہیں۔ یسوع کی تمثیل میں دولت مند شخص ان لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جو کہ اسے جانتے ہیں پھر ہمی خدا نے اسے چھٹم میں ڈالا۔ وہ انسانوں کی نظر میں تو ایم تھا لیکن خدا کی نظر میں غریب تھا۔ اگر وہ آسمان پر اپنا خزانہ جمع کرتا تو پھر وہ خدا کے نزدیک مقبول ہوتا لیکن اس نے زمین پر خزانہ جمع کیا جہاں اس کے مرنے کے بعد اس کا کچھ نفع نہیں تھا۔ یسوع نے لاٹجی لوگوں کو سمجھایا کہ ہم یہ نہ سوچیں کہ امیر آدمی مرنے کے بعد آسمان پر گیا تھا۔

اس کی تمثیل ہمیں یاد دہانی کرتی ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ خدا کا دیا ہوا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے وفادار خادم ہیں۔ اس کا اطلاق صرف دولت مند پر ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص پر ہے جو کہ مادی اشیا کو اہمیت دیتا ہے۔ یسوع نے اپنے شاگردوں پر واضح کیا:

”پھر اس نے اپنے شاگردوں سے کہا اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے اور نہ اپنے بدن کی کیا پہنیں گے۔ کیونکہ جان خواراک سے بڑھ کر ہے اور بدن پوشاک سے۔ کوئی پغور کرو کہ نہ یہیں نہ کائیں ہیں نہ اسکے لکھتا ہوتا ہے نہ کوئی۔ تو بھی خدا انہیں کھلاتا ہے۔ تمہاری قدر تو پرندوں سے کہیں زیادہ ہے۔ تم میں سے ایسا کوں ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھنٹی بڑھا سکے؟ پس جب سب سے چھوٹی بات بھی نہیں کر سکتے تو باقی چیزوں کی فکر کیوں کرتے ہو؟ سون کے درختوں پر پغور کرو کہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاٹتے ہیں تو بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان شوکت کے ان میں سے کسی کی مانند ملبس نہ تھا۔ پس خدامیدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھوکی جائے گی ایسی پوشاک پہننا تھا ہے تو اے کم اعتقد و تم کو کیوں نہ پہنتا گے؟ اور تم اس کی تلاش میں نہ رہو کہ کیا کھائیں گے اور کیا پہنیں گے اور نہ شکلی بنو۔ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں دنیا کی قومیں رہتی ہیں لیکن تمہارا بابا پ جانتا ہے کہ تم ان چیزوں کے محتاج ہو۔ ہاں اس کی بادشاہی کی تلاش میں رہو تو یہ چیزیں بھی تم کو کل جائیں گی۔ اے چھوٹے

گلے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے۔ اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کردو اور اپنے لیے ایسے بنوئے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا۔ جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا۔ کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا،” (لوقا ۱۲: ۳۲-۳۳)

یسوع کے الفاظ آج کے دور کے خادموں کی ”خوشحالی کی تعلیم“ کے متضاد ہیں۔ آج ہمیں بتایا جاتا ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ ہم اور مادی برکت حاصل کریں جب کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اپنا مال بیچ کر خیرات کردو۔ ایک دفعہ پھر اس نے ان لوگوں کی بیوقوفی سے پرده چاک کیا ہے جو زمین پر مال جمع کرتے ہیں، جہاں انکا مال خراب ہو جاتا ہے اور ان کا دل ان کے مال کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

غور کریں کہ یسوع نے ان لوگوں کے لیے بیوقوف دوستی کی مثال دی ہے جن کے پاس تھوڑے وسائل ہیں اور وہ کپڑے اور روٹی کے لیے پریشان رہتے ہیں۔ ان چیزوں کے لیے پریشان ہونے سے ہماری توجہ خدا سے ہٹ جاتی ہے۔ اگر ہم اپنے آسمانی باپ کی طرف توجہ لگائے رکھیں گے تو ہم ان چیزوں کے لیے پریشان نہ ہونگے اور ہماری تمام توجہ اس کی بادشاہی کے متعلق ہوگی۔

یسوع کی مثال

Christ's Example

یسوع کے پاس دولت کے متعلق کہنے کو اور بہت کچھ تھا تاہم اس نے شاگرد بنانے والے خادموں کو سکھایا کہ اس کی مانند بنیں۔ اس نے وہی سکھایا جو وہ کرتا تھا۔ یسوع نے کیسی زندگی گزاری؟ یسوع نے زمینی خزانہ جمع نہ کیا، حالانکہ اس کے لیے امیر ترین بننا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ بہت سے خادم اس بات سے اندازہ کرتے ہیں کہ اب ان کی منسری کے وسائل بڑھ رہے ہیں، خدا چاہتا ہے کہ وہ شخصی طور پر امیر ہو۔ یسوع نے اپنے مسح کو ذاتی مقادی خاطرا استعمال نہیں کیا تھا۔ جو دولت اسے ملی وہ شاگرد بنانے کے لیے تھی۔ اس نے اپنے شاگردوں کی سفری ضروریات کو پورا کیا۔ آج کے دور میں نئے شاگردوں کو بائبلی سکول میں پرانے شاگردوں سے علم حاصل کرنے کے لیے خود سے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ یسوع کا نمونہ اس کے متضاد تھا۔

یسوع نے اپنے باپ پر اعتقاد کرتے ہوئے اپنی زندگی بُر کی کہ وہ اس کی تمام ضروریات کو پورا کر لیا تاکہ وہ دوسروں کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ بعض اوقات اس کی دعوت کی گئی اور بعض اوقات ہم اسے کھیت سے دانے کھاتے دیکھتے ہیں۔ (لوقا ۱: ۶)

وو دفعہ اس نے ہزاروں کی بھیڑ کو کھانا کھلایا جو کہ اسے سننے آئی تھی۔ یہ آج کے دور کی کافریوں سے کتنا مختلف ہے جہاں ہر کسی کو سننے کے لیے اندری فیس دینا پڑتی ہے۔ ہم میں سے اکثر جو حاضرین کے لیے طعام کا بندوبست کرتے ہیں ان پر طنز کیا

جاتا ہے کہ لوگوں کو اکھا کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ حقیقت میں ہم یسوع کی بیرونی کر رہے ہیں۔
یسوع غریبوں کا خیال رکھتا تھا اس کے شاگرد خزانہ سے غریبوں کی مدد کرتے تھے مبتا جوں کی مدد کرنا یسوع کی خدمت کا معمول تھا، جب اس نے یہودہ سے کہا کہ ”جو تو کرتا ہے جلدی کر لے“ تو دوسرا شاگرد سمجھے کہ یہودہ یا تو عید فتح کے لیے درکار چیزیں لائے گا مبتا جوں کی مدد کریگا۔ (یوحنا ۱۳: ۲۷-۳۰)

یسوع نے سادہ زندگی بسر کر کے ثابت کیا کہ وہ اپنے پڑو بیویوں سے محبت کرتا ہے۔ اسے یوحنا پتیسمہ دینے والے پر اعراض نہیں تھا کہ ”جس کے پاس دوکرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانت دے“ (یوحنا ۳: ۱۱)۔ یسوع کے پاس ایک ہی کرتا تھا۔ خوشحالی کا پیغام دینے والے خادم اکثر بیان کرتے ہیں کہ یسوع امیر تھا کیونکہ وہ بن سلا سراسر بنا ہوا کرتے ڈالتا تھا (یوحنا ۱۹: ۲۳)، جو کہ امراء ڈالا کرتے تھے۔ یہ حیران کن بات ہے کہ وہ بابل میں سے ایسا حوالہ ڈھونڈ لیتے ہیں جو کہ باقی حوالہ جات سے متضاد ہوتے ہیں۔ شاید ہم بھی سوچیں کہ یسوع واقع ہی امیر تھا لیکن اس نے ظاہری طور پر عیاں نہ ہونے دیا یسوع نے دولت سے متعلق اور بہت کچھ کہا جس کے لیے ہمارے پاس جگہ نہیں کہ اسے بیان کر سکیں۔ آئیں خوشحالی کی تعلیم دینے والے خادموں کے بارے میں مزید جائزہ لیں جو کہ بابل کے حوالوں کو توڑ مرؤڑ کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

خدا نے سلیمان کو دو لتمند بنایا

"God Made Solmon Rich"

یہ حقیقت ہے کہ خوشحالی کی تعلیم دینے والے بہت سے خادم اپنے لائق کا بھیں بد دیتے ہیں۔ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ خدا نے سلیمان کو کسی مقصد کے لیے دولت عطا کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب خدا نے سلیمان سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے تو اس نے اس سے ”حکمت“ مانگی تاکہ لوگوں پر حکمرانی کر سکے۔ خدا سلیمان سے خوش ہوا کہ اس نے اس سے دولت کی فرمائش نہیں کی تھی۔ اس لیے خدا نے اسے حکمت کے ساتھ دولت بھی عطا کی تھی۔ تاہم سلیمان خدا کی حکمت کو اس طرح سے استعمال نہ کر سکا جیسا کہ خدا چاہتا تھا، جس کے نتیجے میں وہ دنیا کا احتق ترین شخص ثابت ہوا۔ اگر وہ اپنے پیدا ہونے سے پیشتر اسرائیلیوں کو ملنے والے قوانین پر دھیان دیتا تو وہ دانا ثابت ہوتا:

”تو ٹو بحر حال فظا اسی کو اپنا بادشاہ بنانا جس کو خداوند تیر اخدا چن لے تو اپنے بھائیوں میں سے ہی کسی کو اپنا بادشاہ بنانا اور پر دیسی کو جو تیر ابھائی نہیں اپنے اوپر حاکم نہ کر لیتا۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ اپنے لیے بہت گھوڑے نہ بڑھائے اور نہ لوگوں کو مصیر میں بھیجتا کہ اس کے پاس بہت سے گھوڑے ہو جائیں۔ اس لیے کہ خداوند نے تم سے کہا ہے کہ تم اسی راہ سے پھر بھی ادھرنہ لوٹنا۔ اور وہ بہت سی بیویاں بھی نہ رکھتے انہوں کے اس کا دل پھر جائے اور نہ وہ اپنے لیے سونا چاندی ذخیرہ کرئے۔“

(استثنائے: ۱۵-۱۷)

خوشنامی کی تعلیم دینے والے خادم اکثر ایک اور حوالہ کو نظر انداز کرتے ہیں، جیسا کہ سلیمان بادشاہ نے اپنی موت کو نظر انداز کر دیا۔ اور اس کی مانند وہ بھی بت پرست بن جاتے ہیں۔ سلیمان نے اپنی دولت کی فراوانی کی بدولت بہت سی بیویاں رکھیں اور اس کی بیویوں کی وجہ سے اس کا دل غیر معبودوں کی طرف راغب ہوا۔ خدا کا ارادہ تھا کہ سلیمان خدا کی دی گئی دولت سے اپنے پڑوسیوں سے اپنی مانند محبت رکھے گا، لیکن اس نے صرف اپنی ذات کے لیے اسے استعمال کیا۔ اس نے سونا چاندی گھوڑے اور بیویاں صرف اپنے لیے ان کا اضافہ کیا، اس نے بواسطہ خدا کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔ اس نے سات سو بیویاں اور تین سو سو مریض تھیں اس طرح سے اس نے ایک ہزار مردوں کی بیویاں چوری کی تھیں۔ سلیمان نے غربیوں کو دینے کی وجہ اپنے آپ پر سارا پیسہ صرف کیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ خوشنامی کی تعلیم دینے والے خادم نئے عہد نامہ کے مسیحیوں کو سلیمان کی مثال دیتے ہیں جو کہ خود غرض اور بت پرست تھا۔ کیا ہمارا مقصد یسوع کی طرح بننا نہیں ہے؟

خدا نے ابراہام کو دل تمند بنا�ا اور اس کی برکت کا ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے

"God Made Abraham Rich, and Abraham's

Blessings Are Promised To Us"

یہ بات مکتوب کے نام پولوس کے خط سے اخذ کی جاتی ہے۔ میں صرف اس آیت کا ذکر کروں گا جو کہ غلط طور سے بیان کی جاتی ہے: "کتاب مقدس نے پیشتر سے یہ جان کر کہ خدا غیر قوموں کو ایمان سے راستا بازٹھرائے گا۔ پہلے ہی سے ابراہام کو یہ خوشخبری سادی کہ تیرے باعث سب قویں برکت پائیں گی۔ کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکمیل کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب بالتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلے سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستا بازٹھرا کیونکہ لکھا ہے کہ راستا زایمان سے جیتا رہیگا۔ اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے سب سے جیتا رہیگا۔" مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مولیٰ کی شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا گیا کہ جو کوئی لکڑی پر لکھا گیا وہ لعنتی ہے۔ تاکہ مسیح یسوع میں ابراہام کی برکت غیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلے سے اس روح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔" (مکتبتوں ۱۲:۳-۸)

"ابراہام کی برکت" جو کہ پولوس ۱۲ آیت میں لکھتا ہے، یہ خدا کا ابراہام سے وعدہ تھا کہ تیرے باعث سب قویں برکت پائیں گی یا واضح طور پر پولوس چند آیات کے بعد کہتا ہے کہ ابراہام کی نسل یعنی یسوع ہے (مکتبتوں ۱۶:۳)۔ ہم نے جو کچھ پڑھا وہ وعدہ یسوع نے پورا کیا کہ تمام قوموں کو برکت دی وہ خدا کی نظر میں لعنتی بنا اور دنیا کے گناہوں کے لیے مولا۔ اس طرح سے ابراہام کی برکت غیر قوموں پر آتی ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا نہیں مالی طور پر برکت دے گا بلکہ ابراہام کی نسل سے جو کہ یسوع کی معرفت پورا ہو گیا ہے یعنی صلیب پر اٹکے لیے مرتا۔ (پولوس بیان کرتا ہے کہ غیر اقوام بھی ایمان کے وسیلے سے نجات

ایک اور چکر

Another Twisting

خوشحالی کی تعلیم دینے والے خادم اپنے عقیدے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے دوسرے حوالہ جات بھی استعمال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شریعت میں حکم ہے کہ جو اس کی پیروی نہیں کریں گے ان پر غربت کی لعنت ہوگی۔

(استثناء: ۲۸، ۳۱، ۳۰، ۳۳، ۳۸، ۳۷، ۳۰، ۵۱، ۴۸، ۲۸)۔ جبکہ پولوس لکھتا ہے کہ ”مسیح نے ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا ہے“۔ (گلتنیوں ۱۳:۳)

ہم جو مسیح میں ہیں غربت کی لعنت سے آزاد ہیں۔

اول، تو یہ قابل بحث ہے کہ پولوس استثناء ۲۸ باب میں بیان کردہ لعنتوں کے بارے میں سوچ رہا تھا اسی لیے اس نے کہا ”شریعت کی لعنت“ جس سے مسیح نے ہمیں چھڑایا ہے۔ غور کریں کہ پولوس نے ”لعنتیں“ یعنی جمع نہیں لکھی بلکہ ”لعنت“ کہا ہے جو کہ واحد ہے، شاید یہ تصور کر کے اس نے لکھا ہے کہ پوری شریعت ان کے لیے لعنت تھی جو کہ اس کے وسیلے سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب ہم مسیح کے وسیلے سے نجات پا لیتے ہیں تو پھر ہمیں شریعت کی پیروی کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہم نے شریعت کی لعنت سے نجات حاصل کر لی ہے۔

اگر پولوس واقع ہی کہہ رہا ہے کہ مسیح نے ہمیں شریعت کی تمام آفات سے آزاد کر دیا ہے جو کہ استثناء ۲۸ باب میں بیان ہیں تو یہ اس بات کی صفات ہے کہ ہم مادی طور پر ترقی کر سکتے ہیں، ہم حیران ہو ٹکے کہ پولوس اپنے لیے لکھتا ہے ”ہم اس وقت تک بھوکے پیاسے ننگے ہیں اور مکے لکھاتے ہیں اور آوارہ پھرتے ہیں“۔ (کرننیوں ۱۱:۲)

ہم بھی حیران ہو ٹکے کہ پولوس نے یہ کیوں لکھا تھا:

”کون ہم کوئی محبت سے جدا کریگا؟ مصیبت یا ننگی یا ظلم یا کال یا ننگ پن یا خطرہ یا تکوار؟ چنانچہ لکھا ہے کہ ہم تیری خاطر دن بھر جان سے مارے جاتے ہیں۔ ہم تو ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گئے“۔ (رومیوں ۸:۳۵-۳۶)

واضح ہے کہ اگر تمام مسیحی کال، ننگ پن، مصیبت، ظلم یا تکوار سے متفہی ہوتے تو پولوس یا الفاظ کبھی نہ لکھتا۔ ہم یسوع کی بدولت شریعت سے آزاد ہیں۔ ہم حیران ہو ٹکے کہ یسوع نے آسمانی مناظر کے بارے میں پہلے کیوں بیان کیا ہے:

”اس وقت بادشاہ اپنے وقتی طرف والوں سے کہی گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائی عالم سے تمہارے لیے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلا دیا میں پیاسا تھام نے مجھے پانی پالایا میں پر دیسی تھام نے مجھے اپنے گھر اتارا۔ ننگا تھام نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیکار تھام نے میری خبری۔ قید میں تھام میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہیں گے اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلا دیا جیسا ساد کیچھ کر پانی پالایا؟ ہم نے کب

تجھے پر دلیک دیکھ کر گھر میں اتارا؟ یا ننگا دیکھ کر کپڑا اپہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہہ گا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا اس لیے میرے ہی ساتھ کیا۔“ (متی: ۲۵-۳۲)

شریعت سے آزادی پانے والے بعض ایماندار اپنے آپ کو یسوع کی بیان کردہ برکت حاصل کرنے کے تقاضہ سے اپنے آپ کوکم پائیں گے۔ غور کریں کہ آزمائش کے ان بیان کردہ حالات میں خدا اپنے برگزیدوں کی ضروریات کو ان ایمانداروں سے پوری کرواتا ہے جن کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ ہمیں خدا سے امیر کھنی چاہیے کہ وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

خوشحالی کا درس دینے والے خادم جو کہ ابراہام کی طرح برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان سے سوال کیا جائے کہ اگر انہیں بھلی کے بغیر خیمه میں رہنا پڑے تو؟ پرانے عہد نامہ میں ان لوگوں کو جنہیں خدا نے کسی بھی صورت میں دولت دی تھی، ان سے توقع رکھی جاتی تھی کہ وہ اسے خدا کے جلال کے لیے استعمال کریں گے اور دوسروں کی مدد کریں گے۔ ابراہام نے سینکڑوں لوگوں کو روز گارم بھی کیا تھا اور وہ ان کی ضروریات پورا کرتا تھا (پیدائش: ۱۲: ۱۲)۔ یوب نے بھی اسی طرح سے کیا اور وہ یہوا کو اور تینیوں کی مدد کی گواہی دیتا ہے (ایوب: ۲۹-۳۱، ۱۲: ۲۲)۔ یہ تابعیتی ہے کہ اپنے پڑوسیوں سے اپنی مانند محبت رکھیں۔

بانسل بیان کرتی ہے کہ یسوع غریب بن گیا تا کہ ہم امیر ہو جائیں

"Scripture Says That Jesus Became Poor So That We Could Become Rich"

بانسل بیان کرتی ہے: ”کیونکہ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو کہ وہ اگر چہ دو لمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تا کہ اس کی غربی کے سبب سے دولمند ہو جاؤ۔“ (۲۔ کرنتیوں ۹: ۸)

اس حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ یسوع آسمان پر مادی طور پر دولمند تھا اور زمین پر وہ مادی طور پر غریب ہو گیا۔ پلوں نے مادی دولت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا خط پڑھنے والے یسوع کی غربی کے سبب سے دولمند ہو جائیں۔ اگر پلوں نے واقع ہی مادی اشیا کے بارے میں کہہ رہا تھا تو پھر آیت کے دوسرے حصے میں وہ روحانی دولت کی بات کیوں کر رہا ہے۔ ”محنت اور مشقت میں بارہ بیداری کی حالت میں، بھوک اور پیاس کی مصیبت میں بارہ فاقہ کشی میں، سردی اور ننگے پن کی حالت میں رہا ہوں۔“ (۲۔ کرنتیوں ۱۱: ۲۷)

اگر ۲۔ کرنتیوں ۹: ۸ کی طبق مسیح کی غربی کے سبب سے ہم مادی طور پر دولمند ہو جائیں تو پھر مسیح کا ارادہ پلوں کی زندگی میں کیوں نہیں پورا ہوا؟ کیا پلوں کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یسوع کی مادی غربی کے سبب سے ہم اس زمین پر دولمند

ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم روحانی طور پر امیر ہو جائیں، خدا میں امیر ہو۔ جیسا کہ یسوع نے کہا (لوقا ۱۲:۲۱)۔
آسمان پر دوستند نہیں جہاں ہمارا خزانہ اور دل ہوگا۔

آیت کے پہلے حصہ سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ مادی دولت کے بارے میں کہہ رہا تھا جبکہ آیت کے دوسرا حصہ کے بارے میں بھی خوشحالی کا پیغام دینے والے کہتے ہیں کہ یہ روحانی دولت کے بارے میں نہیں بلکہ مادی دولت کی بات کی گئی ہے۔ یسوع کے ان الفاظ پر غور کریں جو کہ اس نے سمرنہ کی کلیسیا کو کہیں:

”میں تیری مصیبت اور غربت کو جانتا ہوں (مگر تو دوستند ہے)۔۔۔ (مکافہ ۹:۲)

واضح طور پر یسوع سمرنہ کی کلیسیا کی مادی طور پر غربت کی بات کر رہا ہے بعد میں وہ روحانی طور پر دوستند ہونے کی بات کرتا ہے۔

یسوع کا وعدہ ہے کہ ہماری قربانی کا سو گناہ ہمیں ملے گا

”Jesus Promised a Hundred-Fold Return on Our Giving“

یسوع نے وعدہ کیا کہ جو لوگ مندرجہ ذیل قربانیاں دیں گے وہ سو گناہ پاٹائیں گے:

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں یا باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میری خاطر اور انہیں کی خاطر چھوڑ دیا ہو۔ اور اب اس زمانہ میں سو گناہ نہ پائے۔ گھر اور بھائی اور بہنیں اور ماں کیں اور بچے اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ۔ اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔“ (مرقس ۱۰:۲۹۔۳۰)

یہ وعدہ ان لوگوں کے لیے نہیں کیا گیا جو کہ روپیہ پیسہ دیتے ہیں جیسا کہ خوشحالی کی تعلیم دینے والے کہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ گیا ہے جو اپنا گھر کھیت اور رشتہداروں کو چھوڑ کر دور از تبلیغ کرنے جاتے ہیں۔ یسوع کا وعدہ ہے کہ اب کی ملکیت کا سو گناہ وہ حاصل کریں گے۔ کیا یسوع وعدہ کر رہا ہے کہ وہ لوگ کھیت یا گھروں کے مالک بن جائیں گے جیسے کے خوشحالی کی تعلیم دینے والے خادم کہتے ہیں؟ نہیں، وہ یہ وعدہ نہیں کر رہا کہ وہ ہندسوں میں سو یویاں اور سو بیچ پاٹائیں گے۔ یسوع یہ کہہ رہا تھا کہ وہ لوگ جو اپنا گھر بارا کے لیے چھوڑیں گے تو دوسرے ایماندار ان کے لیے اپنے گھروں کو کھولیں گے اور انہیں اپنے خاندان کے فرد کی طرح خوش آمدید کہیں گے۔ یسوع نے ایسے لوگوں کے لیے ظلم اور ابدی زندگی کا وعدہ کیا ہے۔ یہ ہمیں اس عبارت کے مفہوم کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا جس میں امیر آدمی ابدی زندگی میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ یسوع نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے تاکے میں سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ دوستند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ (مرقس ۱۰:۲۵)

شاگرد یسوع کے الفاظ سن کر شدید گئے کیونکہ وہ اپنے بارے پریشان ہو گئے کہ کیا وہ خدا کی بادشاہی میں داخل ہو سکیں گے۔ انہوں نے یسوع کو باور کرایا کہ انہوں نے اس کی پیروی کرنے کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ پھر یسوع نے ان سے سو گناہ کا وعدہ کیا۔ خوشحالی کی تعلیم دینے والے خادم اکثر اس حوالہ پر تعلیم دیتے ہیں کہ یسوع نے سو گناہوں نے کا وعدہ کیا ہے، اور پھر جلد ہی ہم بہت امیر بن جائیں گے۔ جبکہ دوسرے حوالہ میں یسوع نے امیر آدمی کو کہا کہ اپنا سب کچھ بیچ کر خیرات کر

اس حوالے کے علاوہ اور بہت سی آیات خوشحالی کی تعلیم دینے والے خادم مرؤ託ؐ کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن کتاب کی گنجائش کی بدولت ان پر بات چیت نہیں کر سکتا۔ بھر حال ان سے محظا رہیں!

یاد رکھنے والا معقولہ

A Maxim to Remember

چرچ آف انگلینڈ میں میتوڑ سٹ تحریک کے باñی جان ویسلی نے دولت کے لیے ایک بہت عمدہ معقولہ کہا۔ ”جو بنا سکتے ہیں وہ بنائیں؛ جو بچا سکتے ہیں وہ بچائیں؛ جو دے سکتے ہیں وہ دیں“۔

اس سے مراد ہے کہ میکی پہلے تو محنت کرے، اپنی خدا اخوبیاں استعمال کر کے پیسے کمائے لیکن دیانت داری سے خدا کے احکامات کی خلاف ورزی نہ کرے۔

دوم سادہ زندگی بر کرے، کم سے کم اپنے اوپر صرف کرے۔ اس طرح سے وہ بچت کر سکیں گے۔

آخر کاریہ دو قادم کرنے کے بعد وہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے، صرف دو سیں حصہ تک محدود نہیں رہے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ دیگا تاکہ بیاؤں اور بیتیم کھانا کھا سکیں اور دنیا بھر میں انجیل کی بشارت کی جاسکے۔ ہم نے عہد نامہ میں دیکھتے ہیں ابتدائی کلیساوں نے اس طرح کی خدمت کی، وہ معمول کے مطابق ضرورت مدد لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ ان ایمانداروں نے یوں کے حکم کی پیروی کی ”اپنامال اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا۔ جہاں پر چورزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا“۔ (لوقا: ۳۳: ۲) ہم ابتدائی کلیساوں کو لوقا کے مطابق پاتے ہیں۔

”اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے اور سب چیزوں میں شریک تھے۔ اپنامال و اسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ اور ایمانداروں کی جماعت ایک دل اور ایک جان تھی اور کسی نے بھی اپنے مال کو اپنا نہ کہا بلکہ ان کی سب چیزیں مشترک تھیں“، (اعمال: ۲: ۲۵-۲۳: ۲: ۲۵-۲۳: ۲: ۲۵)۔ بالکل بیان کرتی ہے کہ ابتدائی کلیساوں غربیوں اور بیاؤں کی ضروریات بھی پوری کرتی تھی (اعمال: ۱: ۱، ۱: ۵-۱: ۱۰)۔

پلوس ایک عظیم رسول تھا، خدا نے اسے غیر اقوام کے لیے بلا یا تھا۔ نئے عہد نامہ میں سب سے زیادہ خطوط اس کے ہیں۔ غربیوں کی مادی مدد اس کی خدمت کا ہم حصہ تھا۔ اس نے کلیساوں میں غریب مسیحیوں کے لیے پیسے اکٹھا کیا (اعمال: ۱: ۲۵-۲۳: ۲: ۲۷، ارومیوں ۱۵: ۲۸-۲۱، ۱: ۱۲-۱: ۲۲)۔ کرتی ہیوں ۹: ۸، بگتی ہیوں ۲: ۱۰)۔

اس کی تبدیلی کے تقریباً سترہ سال بعد وہ یوشلم میں پطرس، یوحنا اور یعقوب کے پاس چھان بیٹن کے لیے اپنے انجیل پیغامات لیکر گیا۔ ان میں سے کسی نے بھی اس کی تعلیم میں کچھ غلط نہ پایا۔ جیسا کہ گلتیوں کو لکھے گئے خط میں وہ اس واقعہ کو یاد کر

کے لکھتا ہے۔ ”اور صرف یہ کہا کہ غریبوں کو یاد رکھنا مگر میں خود ہی اسی کام کی کوشش میں تھا،“ (گفتگو ۱۰:۲)۔ یوحنًا، پطرس اور یعقوب کے ذہن کے مطابق غریبوں پر ترس کھانا انجیل سنانے کے مترادف ہے۔

خلاصہ Summary

اس مضمون میں شاگرد ساز خادموں کے لیے پولوس کی عمدہ نصیحت وہ ہے جو اس نے تیمچھیں کو لکھی ”زر کی دوستی ہر قسم کی برائی کی جڑ ہے۔۔۔ جس کی آرزو میں بعض نے ایمان سے گراہ ہو کر اپنے دلوں کو طرح طرح کے غنوں سے چھلنی کر لیا،“ پھر اس نے اسے نصیحت کی، ”مگر اے مرد خدا! تو ان باتوں سے بھاگ اور راستبازی، دینداری، ایمان، محبت، صبر اور حلم کا طالب ہو،“ (۱۱:۶ تیمچھیں ۱۱:۶)